حالات

خواجہ معین الدین

عجیب و غریب [illegible] کا مجموعہ

مع

[illegible]

مرتبہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مولوی ظفر علی خان بی اے ایڈیٹر زمیندار

کی تصنیف کردہ کتاب [illegible] اسلام سے اب بہت تھوڑے نسخے باقی رہ گئے ہیں [illegible]

[illegible] جوش و خروش کا سیلاب [illegible] قیمت صرف [illegible]

مولانا ابوالکلام ایڈیٹر الہلال

کی لکھی ہوئی حضرت سرمد کی [illegible] سوانح عمری چھپ رہی ہے [illegible] خواجہ

حسن نظامی [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible]

نہیں پہنچ سکتا [illegible] باعتبار معانی [illegible] زندگی و موت کی بحث ہی نہیں

بلکہ [illegible] ایک [illegible] قیمت بہت [illegible] آنے

آنے والے انقلابات

کی [illegible] شوق ہو تو [illegible] جس کا ترجمہ [illegible]

[illegible] ایڈیٹر نظام المشائخ [illegible]

[illegible] جنگ عظیم [illegible]

[illegible]

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم اے [illegible]

[illegible]

[illegible] چار [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خواجہ خضر علیہ السلام

[illegible]

[illegible] حضرت قطب [illegible]

کی ہیبت و ولایت تو [illegible] بہت خوفزدہ [illegible]

[illegible] آپ [illegible]

[illegible] قبول ہوگئے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوئے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہو [illegible]

آپ کی نبوت اور رسالت

[illegible] حضرت خضر علیہ السلام [illegible]

[illegible] کی بات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] علماء کا اتفاق

[illegible]

اس قول سے حضرت موسیٰ کے قصہ [illegible]

[illegible] نہیں [illegible]

[illegible] حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے علم کا دعویٰ کیا تو اللہ

پاک نے [illegible] خضر [illegible]

[illegible] علم نبی کے علم سے بڑھکر نہیں ہو سکتا۔

اس معاملہ میں [illegible] اختلاف [illegible] حضر علیہ السلام [illegible]

عسقلانی رح حضرت ابن عباسؓ اور وہب ابن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی غیر مرسل تھے۔ اسمٰعیل بن زیاد اور ابن جوزی وغیرہ مرسل کہتے ہیں۔ مگر زیادہ لوگ آپ کو نبی ہی کہتے ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے بھی شرح مشکوٰۃ میں آپ کو نبی ہی لکھا ہے +

حیات جاوید

سکندر ذوالقرنین کی دنیا میں فرشتے سے دوستی تھی۔ وہ آکر اکثر اسکے پاس رہا کرتا تھا آپس میں باتیں ہو رہی تھیں کہ ذوالقرنین نے اس سے دریافت کیا کہ تم لوگ آسمانوں پر کس طرح عبادت کرتے ہو اس نے کہا ہماری عبادت کے مقابلے میں تمہاری عبادت ہیچ ہے۔ ہم میں سے بعض ایسے فرشتے ہیں جو قیام میں ہیں انکو کبھی بیٹھنے ہی نہیں۔ اور بعض سجدے میں ہیں کبھی سر نہیں اٹھاتے۔ بعضے رکوع میں ہیں اور عمر اسی حالت میں گذر گئی اور سارے گئی زبان سے یہی کلمہ سے نکلتا ہے ملتجی ما لک حق عبادک تاک یعنی اے پروردگار تیری عبادت جیسی کہ کرنی چاہئے تھی ویسی ہم نے نہیں کی۔ حضرت ذوالقرنین یہ سنکر رونے لگے اور اس فرشتے سے پوچھنے لگے کہ کوئی ایسی بھی ترکیب ہے کہ میری عمر زیادہ ہو جائے اور میں خدا تعالیٰ کی عبادت کما حقہ بجا لاؤں۔ فرشتے نے جواب دیا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ پیدا کیا ہے جسکا نام عین الحیات ہے اسکے پانی کی یہ خاصیت ہے کہ ایک گھونٹ پینے سے دائمی زندگی ملسکتی ہے۔ ذوالقرنین نے اس سے اسکا پتہ دریافت کیا۔ اسنے کہا کہ اسکی مجھے بھی خبر نہیں۔ ہاں ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں ایک ایسی تاریک جگہ پیدا کی ہے جہاں کسی کا گذر نہیں ہو سکتا شاید وہ چشمہ اسی ظلمت میں ہے۔ سکندر نے تمام علمائے وقت کو جمع کیا اور پوچھا کہ کوئی عین الحیات سے واقف ہے۔ سب نے انکار کیا۔ پھر ذوالقرنین نے سوال کیا کہ تمہاری نوشت میں کہیں ظلمات ہے۔ اسپر ایک عالم نے کہا کہ میں نے وصیت آدم علیہ السلام میں اسکا

ذکر پڑھا ہے۔ وہ قرن شمس کے نزدیک ہے۔ یہ سنتے ہی ذوالقرنین نے سفر کی تیاری کی
اور لشکر عظیم کے ساتھ اُدھر کی طرف روانہ ہوئے کئی سال کی مسافت کے بعد اس مقام
کے قریب پہنچے تاریکی وہاں کی عجیب تھی۔ ایک دھواں سا گھیرا ہوا تھا۔ تا آنکہ معلوم ہو
تا نہ جاتا۔ ذوالقرنین نے سب کو جو کہ کے اندر جانے کی بابت مشورہ دیا جسکے خلاف
رائے دی۔ آپنے چوبیس ہزار آدمیوں کو اپنی ہمراہی کے لئے منتخب کیا۔ اور دو ہزار جوانوں پر
حضرت خضر کو افسر کر کے آگے روانہ کیا۔ اگرچہ سکندر نے اپنے مطلب کو پوشیدہ
رکھا تھا مگر حضرت خضر سمجھ گئے کہ وہ آب حیات کے طالب ہیں جو سکندر کا ... تو سب سمجھ گئے۔ ظلمات
میں روانہ ہوئے راہ میں آپ کو ایک پتھر نظر آیا۔ آپنے خیال کیا کہ یہیں چشمہ حیوان ہو
آپنے اپنے ساتھیوں کو وہاں کے کنارے ٹھیرا دیا۔ اور آپ آگے روانہ ہوئے اور خاص
چشمے پر پہنچ گئے اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ آپنے
لباس اتار کر غسل کیا اور وضو کیا اور پھر سے پیکر واپس ہوئے۔ ذوالقرنین علیہ
السلام کو وہ چشمہ نہ ملا۔ اور انہیں ناامید ہونا پڑا۔ اسوقت سے حضرت خضر علیہ السلام
زندہ ہیں۔ اور جسطرح آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس ہیں اسیطرح زمین پر حضرت
حضرت الیاس علیہ السلام کے زندگی بسر کرتے ہیں۔ دریا کی اور خشکی کے کنارے
پر رہتے ہیں۔ اور شام کے وقت ایک روایت کے موافق حضرت الیاس علیہ السلام سے
سد سکندری کے قریب ملتے ہیں۔ اور بقول حضرت خواجہ حسن بصری رح ہر سال۔

آپکے حیات جاوید حاصل کرنیکے متعلق وہ لوگ جو آپکو حضرت آدم یا قابیل کا بیٹا
بتاتے ہیں۔ ایک اور روایت بھی بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ جب حضرت آدم کی وفات کا
وقت آیا تو آپنے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اہل زمین پر عذاب
بھیجے گا بہتر ہے کہ میری نعش اپنے ساتھ رکھو۔ جب طوفان نوح آیا تو حضرت نوح
علیہ السلام نے ... سے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے حق تعالیٰ شانہ سے دعا کی تھی

کہ جو کوئی میرے جسد کو دفن کرے وہ قیامت تک زندہ رہے یہ کام حضرت خضر نے عمل میں آیا اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ابدی زندگی عنایت فرمائی۔ مگر یہ روایت زیادہ قابلِ اعتبار نہیں ہے۔

نام و نسب کی بابت جو کچھ صحیح معلوم ہوسکا لکھا گیا۔ حیات کے متعلق بھی جو کچھ تھا پیش کر دیا۔ ممات پر بھی کچھ لکھنا چاہیئے تھا۔ مگر میں قصداً اسے نظر انداز کرتا ہوں کیونکہ ایسی بحثوں سے اول تو کچھ حاصل نہیں۔ دوسرے ایک اُلجھن سی پیدا ہوتی ہے تیسرے ممات کے ماننے والے بہت کم ہیں۔ حیات پر اکثر کا اتفاق ہے۔ اب حضرت

خضرؑ کے دیگر حالات

سنیئے جس سے پہلے حضرت موسیٰ کی معلوم ہوتا ہے کہ وہ قصہ جس کی طرف شروع میں اشارہ کیا گیا ہے جو دلچسپ ہونے کے علاوہ نہایت نتیجہ خیز اور سبق آموز ہے بیان کیا جاتا ہے۔

موسیٰؑ اور خضرؑ کی ملاقات

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روز بنی اسرائیل کے سامنے خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اثنائے خطبہ میں کسی نے آپ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا کون ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ میں۔ حضرت موسیٰؑ کی اس بات ہی کے فقرہ پر خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ وحی فرمایا کہ تم سے زیادہ علم رکھنے والا میرا ایک اور بندہ ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا الٰہی میں اس سے کیونکر مل سکتا ہوں؟ ارشاد ہوا کہ اپنی زنبیل میں ایک تلی ہوئی مچھلی رکھکر اسکی تلاش میں روانہ ہوجاؤ جہاں وہ مچھلی غائب ہوجائے وہیں وہ شخص تم سے ملے گا۔ آپ اپنے خادم یوشع بن نون علیہ السلام کو ہمراہ لے کر چلے۔ چلتے چلتے ایک پتھر کے قریب پہنچے اور وہاں منزل کی۔ موسیٰ علیہ السلام اس پتھر پر سر رکھکر سو گئے اور وہ مچھلی تڑپ کر نکلی اور سرنگ بنا کر دریا میں گھس گئی۔ یوشع نے یہ ساری کیفیت دیکھی مگر انہیں یہ حضرت موسیٰؑ سے کہنا یاد نہ رہا حتیٰ کہ سفر کرتے کرتے انہوں نے

اور ایک رات کا فاصلہ وہاں سے طے کر لیا۔ اتفاق سے حضرت موسیٰؑ کو بھوک لگی
لگی۔ اُس وقت حال کھلا۔ پھر لوٹے اور بڑی دقت سے اُس مقام تک پہنچے۔ دیکھا کہ اسی
پتھر پر حضرت خضرؑ ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں۔ الغرض دونوں کی ملاقات ہوئی۔

حضرت موسیٰؑ: میں اس غرض سے آپکے پاس آیا ہوں کہ خدا کے دیئے ہوئے علم
اور ہدایت میں سے مجھے بھی کچھ دو۔

حضرت خضرؑ: اے موسیٰ! جو علم تجھے عنایت کیا گیا ہے وہ تم نہیں سیکھ سکتے
اور جو علم مجھکو دیا گیا ہے تُو اُسے نہیں سیکھ سکتا۔

حضرت موسیٰؑ: کیا میں تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں؟

حضرت خضرؑ: ہاں۔ مگر میری تمہاری نبھنے کی نہیں۔ تم میرے افعال پر معترض ہوگے۔

حضرت موسیٰؑ: نہیں۔ میں آپکے کسی فعل پر اعتراض نہیں کروں گا۔

حضرت خضرؑ: اچھا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میری جو بات تمہاری سمجھ میں نہ
آئے اُس وقت تک نہ دریافت کرنا جب تک میں خود تمہیں اُسے نہ بتاؤں۔

حضرت موسیٰؑ: بہت بہتر۔

اس گفتگو کے بعد دونوں چل کھڑے ہوئے۔ سامنے سے ایک کشتی آتی معلوم ہوئی جب
قریب پہنچی تو حضرت خضرؑ نے کہا کہ ہمیں اس میں بٹھا لو۔ کشتی والوں نے انہیں مفت
کشتی میں جگہ دیدی۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ حضرت خضرؑ نے کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا
حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اے خضر یہ تم نے کیا کیا۔ جن لوگوں نے تمہیں بلا اجرت اپنی کشتی
پر بٹھا لیا تم اُن کی کشتی کے ڈوبنے کا سامان کرتے ہو۔

حضرت خضرؑ نے کہا کہ دیکھو اسی کو میں تم سے کہتا تھا۔ آخر تم سے نہ رہا گیا۔ اور
مجھ پر اعتراض کرنے لگے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ میں بھول گیا تھا۔ میرے اس قصور کو معاف کرو
اور مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے۔ آئندہ سے خیال رکھوں گا۔

خیر یہ بات رفع دفع ہو گئی۔ دریا سے نکل کر دونوں ایک گاؤں میں پہنچے۔ کچھ لڑکے کھڑے کھیل رہے تھے۔ حضرت خضر نے اُنہیں سے ایک لڑکے کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا۔ حضرت موسیٰ نے پھر نکتہ چینی کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے آپ سے کہا تھا آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ موسیٰ نے پھر معافی مانگی۔ اور کہا کہ اگر اب کے میں نے ایسی غلطی کی تو بیشک آپ مجھے علیحدہ کر دیجئے گا۔

اسکے بعد دونوں ایک اور گاؤں میں پہنچے۔ وہاں کسی نے انہیں نہ کھانا دیا اور نہ پوچھا۔ ساری رات کی۔ آخر مجبور ہو کر چلنے لگے۔ رستے میں ایک دیوار تھی۔ جسکے گرنے کا اندیشہ تھا۔ حضرت خضر نے اُسے درست کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ جس گاؤں کے لوگوں نے تمہاری بات نہیں پوچھی وہاں کی تم نے دیوار مفت کیوں بنا دی۔ حضرت خضر نے فرمایا بس اب چلیے۔ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ۔ موسیٰ جب چلنے لگے تو خضر نے کہا کہ اب تم جاتے ہو تو ان تینوں باتوں کی حقیقت بھی سنتے جاؤ۔ وہ کشتی جسکا میں نے تختہ توڑ ڈالا تھا اصل میں کچھ مسکین اور غریب لوگوں کی ملکیت تھی۔ اور رستے میں ایک ظالم بادشاہ رہنے والا تھا جسکی عادت تھی کہ ہر ثابت کشتی کو ضبط اور غصب کر لیتا تھا لہٰذا ان مالکان کشتی کی بہتری اور بچاؤ کے لئے میں نے اس کشتی کو عیب دار کر دیا۔ لڑکے کی بابت یہ ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو توحید کا منکر ہوتا اور اسکے ماں باپ نہایت مخلص خدا پرست ہیں۔ اسلئے میں نے اُسکا قصہ پاک کر دیا۔ دیوار میں نے اس لئے بنا دی کہ وہ ایک یتیم بچے کی تھی جسکے ماں باپ نے اسکے نیچے بہت سا خزانہ دفن کیا تھا اگر وہ گر جاتی۔ تو غیر لوگ اسے ہضم کر جاتے۔ اب جب وہ جوان ہوگا تو خود اُسے کھود کر نکالے گا۔ اور حق دار کو حق پہنچ جائے گا۔

حیوۃ الحیوان میں سہیلی سے روایت ہے کہ جب موسیٰ خضر علیہ السلام سے جدا ہونے لگے۔ تو حضرت خضر نے اُن سے کہا کہ اگر تم صحبت کا مطلب لیتے تو تم کو ہزار عجائب

آپ سے ایک بڑھکر دیکھا۔ حضرت موسیٰ اس تفریق سے بہت متاثر ہوئے اور
آبدیدہ ہوکر کہنے لگے۔ مجھے کچھ وصیت کرو۔ آپ نے فرمایا +

موسیٰ! اپنی ہمت وسعی معاد میں صرف کرو اور جو چیز تمہارے لئے مفید نہ ہو اس میں وقت
ضائع نہ کرو۔ حالت امن میں خوف کو نہ چھوڑو۔ اور حالت خوف میں امن سے ناامید نہ ہو
اپنے کاموں میں خوب غور کرو۔ رزق اقتصاد و دوسرے کا احسان نہ اٹھاؤ کسی کی عیب
ہرگز نہ کرو۔ اور بغیر ضرورت کہیں نہ جاؤ۔ بات بات پر نہ ہنسو۔ نادم کی خطا معاف کر دو +
موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اچھی نصیحتیں آپ نے کی ہیں۔ خدا آپ پر اپنا انعام کرے +
خضر علیہ السلام نے کہا کہ اچھا اب تم بھی مجھے کچھ نصیحت کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

تم اپنے واسطے کسی سے محبت یا عداوت نہ رکھو۔ کیونکہ یہ کام اپنا آپ نکالکر عیب لگادی
لوگوں کے سامنے بیان کرنے کے لئے علم نہ سیکھو بلکہ اس پر عمل کرنے کے لئے سیکھو +
یہ کہکر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی راہ لی +

کتابوں سے حضرت خضر کا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر صوفیا کے
کل مشائخ اور بزرگوں سے ملنا معلوم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ
والسلام نماز خوانی میں مشغول تھے۔ ناگاہ آپ نے دیوار کے پیچھے سے آواز سنی کہ کوئی کہتا
ہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی مَا یُنْجِیْنِیْ مِمَّا خَوَّفْتَنِیْ (خداوندا مدد کر میری اس شئے پر
کہ نجات دے مجھکو اس شئے سے جس سے تو نے مجھکو ڈرایا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ اس دعا میں اسکی بہن کو کیوں نہیں ملاتا آواز آئی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ
شَوْقَ الصَّالِحِیْنَ اِلٰی مَا شَوَّقْتَهُمْ اِلَیْهِ (خداوندا روزی کر مجھکو شوق صالحین کا اس
شئے کی طرف جس کی طرف تو نے انکو آرزومند کیا) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے انس بن مالک کو حکم دیا کہ ان صاحب سے جاکر کہو کہ میرے لئے استغفار کریں۔ دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ پیر بزرگ حضرت خضر تھے۔ حافظ ابن عبدالبر نے روایت کی ہے

جس وقت حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات غسل دیا جا رہا تھا۔ حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنا کہ کوئی کہتا ہے السلام علیکم اہل بیت نبوت الخ۔ حاضرین نے کہا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی آواز تھی۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن طواف خانہ کعبہ میں مصروف تھا ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص غلاف کعبہ کو پکڑے ہوئے یہ دعا کر رہا ہے یَا مَنْ لَا یَشْغَلُهٗ سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ یَا مَنْ لَا تُغَلِّطُهُ الْمَسَائِلُ یَا مَنْ لَا یُبْرِمُهٗ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ اَذِقْنِیْ بَرْدَ عَفْوِكَ وَحَلَاوَةَ رَحْمَتِكَ۔ میں نے اس شخص سے کہا۔ اس دعا کو پھر پڑھو۔ اس نے کہا کہ کیا آپ نے سن لیا۔ میں نے جواب دیا ہاں سنا۔ اس نے کہا کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو پڑھا کیجئے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں خضر کی جان ہے کہ اگر آپ کے گناہ آسمان کے ستاروں اور زمین کے سنگریزوں کے برابر بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے صدقے میں سب کو بخش دیگا۔

طبرانی نے کتاب الدعا میں ابو عبد اللہ قاضی سے روایت کی ہے کہ سلیمان ابن عبد الملک نے ایک شخص کے قتل کا حکم دیا۔ وہ فرار ہو گیا۔ ابن عبد الملک کے ڈر کے اور شہر شہر اس کے پیچھے لوگ دوڑائے گئے۔ وہ مفرور جہاں بھاگ کر جاتا یہی نظر آتا کہ لوگ یہاں بھی ڈھونڈنے آتے ہیں۔ آخر مجبور ہو کر ایک دن ایک صحرا میں پہنچا جہاں آدم زاد کا دور دور پتہ نہ تھا۔ یکایک اس نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ اول تو یہ ڈرا مگر خیال کیا کہ میرے پاس ہے کیا جس سے مجھے خوف ہو۔ اسلئے اس کے پاس ہی جا کر کھڑا ہو گیا جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو اس طرح گویا ہوا کہ تجھکو سلیمان ابن عبد الملک کا خوف ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ اس نماز گزار شخص نے کہا کہ اس دعا کو پڑھ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الَّذِیْ لَیْسَ غَیْرُهٗ اِلٰهٌ سُبْحَانَ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ لَا بَادِیَ لَهٗ سُبْحَانَ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا نَفَادَ لَهٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَانٍ

سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ مَا تَرٰی وَمَا لَا تَرٰی سُبْحَانَ الَّذِیْ عَلِمَ کُلَّ شَیْءٍ بِغَیْرِ تَعْلِیْمٍ ٭

اس شخص کا بیان ہے کہ اس دعا کے یاد کرتے ہی میرے دل میں بڑا اطمینان سا پیدا ہو گیا کہ میں اپنے وطن واپس آیا اور خاص سلیمان بن عبدالملک کے مکان پر پہنچا اس دن اتفاق سے اس نے اپنے پاس آنے کی عام اجازت دی تھی میں بھی اندر چلا گیا سلیمان تکیہ لگائے پر لیٹا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے اپنے قریب مجھکو بلایا اور مجھکو اپنے پاس بٹھا کر کہا کہ میں تیرے خون کا پیاسا تھا مگر اس وقت نہ جانے کیا بات ہے کہ میں تجھے اپنے پاس بٹھائے بغیر نہیں رہ سکا۔ تو نے مجھپر جادو تو نہیں کر دیا۔ میں نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ اور ساتھ ہی میں نے سارا قصہ جو مجھپر گزرا تھا اسے سنایا۔ اس نے کہا کہ بیشک وہ خضر علیہ السلام تھے ؛

بشر حافی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک حجرہ تھا جب میں کہیں باہر جاتا تو اسے مقفل کر دیتا اور کنجی اپنے پاس رکھ لیتا۔ ایک دن جو میں نے واپس آ کر حجرہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص اس میں بیٹھا نماز پڑھ رہا ہے میں ڈر گیا۔ اس نے کہا کہ بشر حافی خوف نہ کھو میں تمہارا بھائی ابوالعباس خضر ہوں میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا تعلیم کیجیے۔ فرمایا یہ پڑھا کرو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ تُبْتُ مِنْہُ ثُمَّ عُدْتُ اِلَیْہِ وَاَسْأَلُہُ التَّوْبَۃَ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ کُلِّ عَقْدٍ عَقَدْتُہٗ عَلٰی نَفْسِیْ فَنَقَضْتُہٗ وَلَمْ اَفِ بِہٖ ٭

ناظرین! یوں تو بزرگانِ دین اور حضرت خضر کی ملاقاتوں کی بہتیری روایتیں ہیں۔ مگر یہاں صرف انہیں درج کیا گیا ہے جو آپ کے لئے مفید ہو سکتی ہیں۔ عبدالمغیث نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ تم کو کوئی شئے خضر علیہ السلام کے کلمات پڑھنا ہے گناہ محو کرنے سے منع کرتی ہی

یعنی تم خضر علیہ السلام کے کلمات پڑھکر اپنے گناہوں کو محو کرو۔ اسلئے حضرت کی اجازت
اور ان کلمات خضر سے فائدہ اٹھائیے۔ اب وہ ایک معاملات لکھکر اس تحریر کو ختم
کیا جاتا ہے۔ تذکرۃ الاولیا میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی حالتیں
لکھا ہے کہ ایک دن آپ دربار عام کر رہے تھے۔ تمام ارکان دولت اپنی اپنی جگہ کھڑے
تھے کہ یکایک ایک ہیبت ناک شکل کا آدمی وہاں داخل ہوا اور سیدھا تخت کی طرف
چلا کسی کو اس کے روکنے کی مجال نہوئی جب وہ بادشاہ کے قریب پہنچ گیا تو بادشاہ
نے اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ جواب دیا کہ اس مسافر خانے میں ٹھیرنا۔ بادشاہ
نے کہا یہ تو میرا مکان ہے مسافر خانہ نہیں ہے۔ نو وارد شخص نے کہا کہ تم سے پہلے
یہ کسکا گھر تھا۔ بادشاہ نے کہا میرے باپ کا۔ پوچھا اس سے پہلے۔ کہا میرے دادا کا
دریافت کیا یہ سب کہاں ہیں۔ جواب دیا مر گئے۔ کہا اسلیئے تو میں نے اسے مسافر خانہ
کہا کہ اسمیں ایک آتا ہے ایک جاتا ہے۔ یہ کلام کر کے وہ شخص باہر چلا گیا۔ بادشاہ
ابراہیم ادہم بھی اسکے پیچھے پیچھے ہو لئے اور اس سے مستفسر ہوئے کہ اے شخص بتا تو
تو کون ہے جو میرے سینے میں آتش شوق بھڑکا رہا ہے۔ کہا کہ میں خضر ہوں۔

احمد حواری قدس سرہ العزیز کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ابن سماک بیمار ہوئے میں
ان کا حال ایک یہودی طبیب کے پاس کہنے جا رہا تھا کہ راستے میں ایک جوان اجلی شکل
کا پاکیزہ اور معطر کپڑے پہنے ہوئے ملا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ کہاں جاتے ہو میں نے
بتلا دیا۔ اسنے کہا سبحان اللہ خدا کے دوست کے لئے خدا کے دشمن سے مدد لینے چلے
ہو۔ جاؤ۔ واپس چلے جاؤ اور ابن سماک سے کہو کہ جہاں درد ہوتا ہے ہاتھ رکھ کر
پڑھیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ آخر
آیت تک۔ میں ابن سماک کے پاس آیا۔ اور اسنے اس معاملہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے
اس جوان کی تعلیم کے موافق اس آیت کو پڑھا۔ اسیوقت صحت ہو گئی۔ اسکے بعد

مجھ سے کہنے لگے کہ تم سمجھے یہ جوان کون تھا میں نے کہا نہیں ۔ فرمایا حضرت خضرؑ

الغرض حضرت خضرؑ کا وجود اسلامی دنیا میں سیکڑوں برس سے عجیب و غریب اسرار کا مجموعہ مانا جاتا ہے ۔ کیمیا کے دنیاوی شائقین کی طرح دینی امور میں بھی حضرت خضرؑ کی تلاش لاکھوں آدمیوں نے کی ، جن کے افسانے مسلمانوں کے ہر گھر میں بیان کئے جاتے ہیں ۔ کبھی موقع ملا تو ان دلچسپ قصوں کا مفید اقتباس شائع کر دیا جائے گا ۔ بالفعل قیامت تک کی طولانی عمر کا قصہ سہنے و اسے حضرت خضر علیہ السلام کے بیان کو یہیں چھوڑا جاتا ہے ۔

محمد الواحدی

ضمیمہ

یہ لطف زہد و رندی ہے کہ ہر فرقہ میں داخل ہوں
کوئی ملت نہیں شامل ہوں کوئی مت انہیں شامل ہیں

حضرتِ خضر کا بھی عجب مرتبہ ہے کوئی محفل کوئی بزم ایسی نہ ہوگی جہاں آپ کی یاد نہ ہو اور ساری عورتوں پر کوئی افتاد یا مشکل پڑے گی تو کہیں گی خوانِ خضر دیں گی بڑے بوڑھے تمہارے نام کا دودھ کنوئیں پر پہنچوئیں گی یا دلیہ پکا کر تمہاری نیاز دلوائیں گی دریا میں جب طغیانی ہوگی اور گھر کسی بڑے پر الزام تھوپنا منظور ہوگا کہیں گی ہٹے بوالہوس جلد مٹیو بھی وہ جو کہتے ہیں نا کس سے زندگی خوار ہیں مسرت ایران اور ہندوستان کے شاعر تو شاید کوئی غزل قصیدہ ایسا ہوگا جس میں آپ کا ذکر نہ ہو

تو و سکندر شیئے خضر پی خجستہ کہ من ‏ ‏ ‏ پیدا رہ می و ہم و بھر زنی سود نشد
تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ‏ ‏ ‏ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را
وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناس خلق اے خضر ‏ ‏ ‏ نہ تم کہ چور بنے عمر جاوداں کے لیے
آب بقا نے گرچہ بہت روک تھام کی ‏ ‏ ‏ پیری چلی نہ خضر علیہ السلام کی

قرآن میں قرآن کی تفسیروں میں حدیث اور سیر کی کتابوں میں اولیاء اللہ کی ملفوظات مکتوبات میں آپ کے رنگا رنگ حالات پائے جاتے ہیں آپ کا نام ارمیا[۱] یا ملکان بن ملیان بن طیان بن سمعان بن سام اور کنیت ابوالعباس ہے آپ شیراز سے دو کوس پر ایک گاؤں میں پیدا ہوئے آپ کی عمر کئی ہزار برس کی ہے مگر اس کی کچھ اصل نہیں ہے کہ آپ نے سکندر رومی کے ساتھ ظلمات میں جا کر آب حیات ڈھونڈ کا کر پی لیا اور موت سے محفوظ ہو گئے کیونکہ سکندر رومی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

[۱] میری تحقیق کے مطابق ۱۲

کے بعد پیدا ہوا ہے اور آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں پہلے اس جہاں میں تشریف رکھتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی آپ کے ساتھ روحانی فیض حاصل کرنے کے لئے سفر میں رہے ہیں سورہ کہف میں آپ کا قصہ صاف لکھا ہوا ہے درحقیقت آپ ذوالقرنین اکبر کے ہم عصر تھے جو حضرت صالح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام سے پہلے گذر چکا ہے آپ اسکے ہمراہ روئے زمین کے سفر میں شریک رہ چکے ہیں آپ کا لقب خضر اسوجہ سے پڑگیا ہے کہ آپ جس زمین پر بیٹھ جاتے تھے وہاں فوراً ہریاول اگ آیا کرتی تھی آپ کی ابدی زندگانی کا راز یہ ہے کہ آپ رجال اللہ میں سے ہیں اور رجال اللہ کی ارواح مقوی پر ہر ساعت اور ہر آن میں کئی بار ربانی کی تجلی پڑتی رہتی ہے اور بحر مشاہدہ میں دم بدم غوطہ مارتے رہتے ہیں اسلئے ان تک فنا اور زوال کا دسترس نہیں ہوتا ہے اور بے کھٹکے جیتے ہیں حضور پرنور خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ایک ہزار برس میں دوبار آپ کے اگلے دانت اور ڈاڑھیں اوکھڑکر دوسری نکلا کرتی تھیں مگر جب سے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم میں جلوہ فرمایا ہے ایک سو بیس برس بعد آپ کے دانت ٹوٹتے ہیں اور نئے نکلتے ہیں آپ کو نکاح کا بھی بہت شوق رہا ہے اور آپ نے بہت سی بیویاں کی ہیں جنسے ہزاروں بچہ پیدا ہوئے ہیں اور معمولی عمر میں پاکر آغوش لحد میں جا سوئے ہیں مگر نہ کبھی کسی بیوی نے جانا کہ میاں ہمارے خضر ہیں نہ بچوں نے پہچانا کہ باوا ہمارے خضر ہیں جب آپ نکاح کرتے تھے اور قاضی پوچھتا تھا کہ آپ کا نام کیا ہے تو آپ فرما دیتے تھے مجھے مغربی کہتے ہیں مگر اب آپ نے تقریباً سات سو برس سے نکاح کرنا چھوڑ دیا ہے اور تجرد میں اوقات بسر کرتے ہیں آپ نہایت خلیق اور ملنسار شخص ہیں آپ غیبی علوم و فنون

کیمیا اور زمین کے پوشیدہ خزانوں سے خبردار ہیں مگر ان کی طرف التفات نہیں
فرماتے ہیں اور ہمیشہ معمولی انسانوں کی طرح بازاروں میں موجود رہتے یا دلالی
کرتے ہیں اور کھانا پینا اور اپنے دو رفیقوں کا جو بحکم ایزدی آپ کے ساتھ رہتے ہیں
پیٹ پالا کرتے ہیں بعض وقت آپ کو قرض دام لینے کی بھی ضرورت پڑتی
ہے کبھی کبھی آپ بیمار بھی پڑ جاتے ہیں اور حکیموں سے رجوع کرتے ہیں اور دوا
کھا کر اچھے ہو جاتے ہیں جب تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار
نبوت نہیں کیا تھا تب بھی اور اسکے بعد بھی حضور کی خدمت میں آپ حاضر رہتے
رہتے تھے بہت سی حدیثیں اور دعائیں اور وظائف آپ سے مروی ہیں ایک بار
مدینہ شریف میں آپ کسی مصلحت باطنی سے ساربانوں کے ساتھ رہنے لگے
ساربانوں میں کسی بات پر تکرار ہوئی اور آپس میں مار کٹائی ہونے لگی آپ نے
بھی اس دنگہ میں حصہ لیا ایک ساربان نے ایک پتھر آپ کے سر پر اٹھا مارا
جس سے آپ کا سر پھٹ گیا تین مہینے تک آپ زخمی پڑے رہے پھر آپ کا
گھاؤ بھر گیا اور آپ چل دیئے ہم چشتیوں کی طرح آپ کو راگ سننے کا بڑا ذوق
شوق ہے۔ اگر کہیں اہل اللہ کے ہاں سماع کی مجلس گرم ہوتی ہے تو حضرت
بھی بھیس بدل کر آ دھمکتے ہیں چنانچہ حضور محبوب پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں
تشریف لا کر آپ نے بارہا سماع کا ذائقہ لیا ہے کوئی ولی کامل ایسا نہیں گزرا
ہے جسکی آپ سے ملاقات نہ ہوئی ہو۔ ایک بار آپ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ
دہلی رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور خادم سے کہلا بھیجا۔
میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔ مگر حضرت چراغ دہلی رضی اللہ عنہ نے کہلا
بھیجا معاف فرمائیے فقیر کو اللہ اللہ کرنے سے فرصت نہیں ملنا نہیں ہو سکتا
ایک بار حضرت سید محمد جعفری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جناب خضر آگئے

[illegible] ہندستان کا
[illegible] سے رخصت ہونے والا ہے
[illegible] معلوم ہوتا
[illegible]